

کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر تانہ دے بادِ زمریرِ آزار
 کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش؟ جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار
 کچھ خریدا نہیں ہے اب کے سال کچھ بنایا نہیں ہے اب کی بار
 رات کو آگ اور دن کو دھوپ بھاڑ میں جاتیں ایسے لیل و نہار
 آگ تا پے کہاں تک انسان دھوپ کھاتے کہاں تک جاندار

دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی

وقنا ربنا عذاب النار

مری تنخواہ جو مقرر ہے اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجا
 رسم ہے مُردے کی چھ ماہی ایک خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار
 مجھ کو دیکھو تو ہوں بہ قیدِ حیات اور چھ ماہی ہو سال میں دوبار
 بسکہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض اور رہتی ہے سود کی تکرار

مری تنخواہ میں تھائی کا

ہو گیا ہے شریک سا ہو کار

آج مجھ سا نہیں زمانے میں شاعرِ نغز گوے خوش گفتار
 رزم کی داستان گر سنیے ہے زباں میری، تیغ جو سردار